عرفان الفقہِ الجیّد

فی

بیانِ مسائلِ المیت

المعروف بہ

میت کے غسل و کفن دفن کے مسائل

مصنف

سید نجم مصطفےٰ نقشبندی مجددی

najam.mustafa@ymail.com

ناشر

ادارہ بشیر المصنفین آستانہ عالیہ نقشبندیہ رواڑہ شریف تحصیل سوہاوہ (جہلم)

میت اور اس کے مسائل

اللہ رب العزت نے انسان کو تخلیق فرمایا اور ساتھ ہی ساتھ زندگی اور موت کو بھی وجود بخشا۔ جیسا کہ رب تعالیٰ اپنی لاریب کتاب میں فرماتا ہے کہ

الذی خلق الموت والحیاۃ لیبلو کم ایکم احسن عملا

ترجمہ:۔ وہ ذات جس نے موت اور حیات کو وجود بخشا تا کہ وہ آزمالے کہ کون تم میں سے ازروئے اعمال اچھا ہے۔ (پارہ 29 سورۃ الملک)

علامہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر بیضاوی میں فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے اس آیت کریمہ میں موت کو اس لیے مقدم کیا کہ یہ انسان کو حسن عمل اور اخلاق حسنہ کی طرف دعوت دیتی ہے۔ اس ذات نے موت کو زندگی کے زوال وزائل ہونے کا سبب بنایا۔ اور زندگی کو ایجاد فرمایا۔ ایک اور معنی یہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ نے زندگی اور موت کے وقت کو مقدر فرمایا ہے۔ (تفسیر بیضاوی شریف عربی تحت پارہ 29 سورۃ الملک)

المختصر جو زندگی کے پھول چنے گا موت کے خار نے اسے زخمی کرنا ہے۔ موت محقق اور ثابت شدہ امر ہے جس سے عدول واعراض ناممکن ومحال ہے۔ میت اُس کو کہتے ہیں جس کا عمل تنفس، حرکات جسمانی اور گردشِ خون رک گئی ہو۔ ہمیں اس کے بعد بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے چند اہم مسائل سوالاً جواباً پیش خدمت ہیں۔ اللہ رب العزت ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

سوال 1:۔ جب انسان اس دنیا سے چلا جائے اور سب اہلِ خانہ اس کے قریب ہوں تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب:۔ جب اس بات کا یقین ہو جائے کہ بستر مرگ پر پڑا انسان چل بسا ہے تو اس کے

جبڑے کسی پٹی وغیرہ سے باندھ دیں تا کہ منہ کھل نہ جائے۔ اور آنکھیں بھی بند کر دیں اور ہاتھ پاؤں وغیرہ بھی سیدھے کر دیں۔ اس کے پیٹ پر کوئی بھاری چیز رکھیں تا کہ پیٹ پھولنے نہ پائے اور وزنی بھی اتنی ہو کہ قابلِ برداشت ہو باعثِ تکلیف نہ ہو۔ پھر میت کے سارے بدن کو ڈھانپ دیں۔ (جوہرہ نیرہ۔ درمختار)

سوال 2:۔ کیا یہ جو آپ نے افعال بتائے ہیں، واجب ہیں، فرض ہیں، کیا ہیں؟

جواب:۔ یہ نہ واجب ہیں نہ فرض ہیں۔ اس میں ایک احتیاط ہے کہ ایسا کرنا بہتر ہے۔ رہی بات ڈھانپنے کی تو ستر کا ڈھانپنا فرض ہے۔ احتیاطاً ان باتوں کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ اگر جبڑے کھلے رہ گئے اور آنکھیں کھلی رہ گئیں اور جسم پھیل گیا تو دیکھنے والے خوف محسوس کریں گے اور موت سے ڈریں گے حالانکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ موت مٹانے نہیں بلکہ آقائے دو جہاں ﷺ سے ملانے آتی ہے۔

سوال 3:۔ یہ سنا گیا ہے کہ میت کو جب تک غسل نہ دیا جائے اسکے پاس قرآن پاک اور تسبیح واذکار نہ پڑھا جائے۔ کیا یہ بات ایسی ہی ہے؟

جواب:۔ شریعت مطہرہ ہمیں ادب سکھاتی ہے۔ باادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب ہوتا ہے۔ اگر غسل نہیں دیا گیا اور سارا بدن کسی کپڑے سے چھپا ہوا ہے تو تلاوتِ قرآن مجید میت کے پاس جائز ہے اور تسبیح واذکار میں مطلقاً حرج نہیں ہے۔ پڑھا جا سکتا ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ میت کو غسل اور کفن جلد دینا چاہیے تاخیر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ شریعت مطہرہ نے اس کی بہت تاکید لگائی ہے اور بہت زور دیا ہے۔ (درمختار۔ جوہرہ نیرہ)

سوال 4:۔ غسل کے بارے میں کیا حکم لگائیں گے یہ فرض ہے، سنت ہے یا دینا ضروری ہے؟

جواب:۔ میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے اور ضروری ہے۔ اگر کوئی بھی غسل نہیں دیتا تو سب

گنہگار رہوں گے اور اگر دفن کر دیا گیا اور غسل نہیں دیا تھا اور مٹی ڈال دی گئی تو اب غسل دینا ناممکن ہے لہٰذا اس کی قبر پر دوبارہ نماز پڑھی جائے کیونکہ پہلی پڑھی ہوئی نہ ہوئی۔ اور اگر مٹی نہیں ڈالی تھی تو نکال کر دوبارہ غسل دیں اور نمازِ جنازہ ادا کریں۔ (درمختار اور بہارِ شریعت)

سوال 5:۔ مٹی ڈالنے سے پہلے نکال کر غسل دے سکتے ہیں اور نماز ادا نہیں کر سکتے جب تک غسل نہ دیا ہو۔ اور جب مٹی ڈال دی غسل بھی نہیں دیا تو پھر کیا نماز ادا ہو جائے گی؟

جواب:۔ مٹی ڈالنے سے پہلے اگر اس بات کا علم ہو گیا کہ غسل نہیں دیا گیا تو قبر سے نکال کر غسل دینا ممکن ہے۔ جب نکالنے میں تکلیف نہیں تو اس پر نماز ادا کرنا بغیر غسل کے جائز نہیں اور جب مٹی ڈال دی جائے تو نکالنا ناممکن ہے اور تکلیف مالایطاق ہے۔ لہٰذا بغیر غسل کے اب نمازِ جنازہ ادا ہو جائے گی۔

سوال 6:۔ کیا ہر بندہ میت کو غسل دے سکتا ہے؟

جواب:۔ اس میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ غسل دینے والا سنت کے مطابق غسل دینا جانتا ہو اور باشعور ہو۔ یہی سب سے بہتر ہے۔

سوال 7:۔ ہمارے علاقوں میں یہ معمول ہے کہ میت کو دو مرتبہ غسل دیتے ہیں اور یہ مشہور ہے کہ پہلا فرض ہے اور دوسرا فرض کفایہ ہے اور دونوں لازمی ہیں۔ جب کہ آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہی غسل دینا فرض کفایہ ہے۔ وضاحت فرمائیے کہ حقیقت کیا ہے؟ (سائل حاجی محمد سلیم)

جواب:۔ جو احباب اپنے علاقوں میں میت کو دو بار غسل دینے کے شاہد ہیں وہ یہ بات یاد رکھیں کہ میت کو صرف ایک ہی غسل دینا چاہیے اور یہی فرض کفایہ ہے۔ رہی بات یہ کہ اگر فقط فرض ہوتا اور فرض کفایہ نہ ہوتا تو وہ اشخاص جنہوں نے غسل نہ دیا وہ سب کے سب گنہگار

ہیں۔حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں۔کیونکہ یہ فرض کفایہ ہے اور فرض کفایہ کا یہ حکم نہیں ہوا کرتا۔رہی بات مطلقاً فرض کی تو انفرادی طور پر ہر ایک پر غسل کا وجوب ثابت ہو جائے گا۔اور ہر ایک کا الگ الگ میت کو غسل دینا ممکن بھی نہیں ہے۔لہٰذا یہ فرض نہیں فرض کفایہ ہے۔بعض نے دے دیا تو سب سے اس کی فرضیت اُٹھ گئی۔رہی بات دوبارہ غسل دینے کی تو یہ غسلِ فضولی ہے اور اسراف ہے۔اور اسراف کرنے والا گنہگار ہو گا اور شیطان کا بھائی ہے۔جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔

کہ بے شک فضول خرچی اور اسراف کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں۔

المختصر یہ کہ ایک مرتبہ ہی غسل دیا جائے گا دو دفعہ نہیں۔جنابت اور حیض والی صورت میں بھی ایک دفعہ ہی غسل دینا کفایت کر جائے گا۔ایک غسل ہی کافی ہوگا۔(درمختار)

اعتراض:۔دیہاتوں وغیرہ میں دوسرا غسل تب دیا جاتا ہے کہ ایک بار غسل دینے کے بعد میت صحن میں رکھ کر بیبیاں آہ وفغاں کرتی ہیں۔ان میں سے اکثر کا جسم ناپاک ہوتا ہے۔تو وہ میت کو ہاتھ بھی فرطِ محبت میں لگاتی ہیں،میت پر گر کے روتی ہیں جس سے گمان ہے کہ میت کا بدن ناپاک ہو جاتا ہے۔لہٰذا ہم دوبارہ میت کو اُٹھانے کے وقت غسل دیتے ہیں۔اس میں کچھ غلط نہیں ہے۔

جواب:۔جس انداز مین میت کو دوبارہ غسل دینے پر جو دلیل قائم کی گئی ہے یا قیاس کیا گیا ہے یہ ناقص اور کم علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔جیسا پہلے گذر چکا ہے کہ غسل دینے کی جنابت کی حالت میں ضرورت نہیں ایک ہی غسل کافی ہو جائے گا تو پھر بات سمجھنے میں اتنی دشواری کیوں ہے۔

دلیل نمبر 1:۔ یہ بات بھی درست ہے کہ مستورات، عورتیں بعض ایام میں ناپاکی کا شکار رہتی ہیں۔ اب سوال تو یہ ہے کہ کیا اس حالت میں وہ کسی چیز کو ہاتھ لگائیں تو وہ چیز ناپاک ہو جائے گی۔ ہرگز نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو کوئی بھی چیز ناپاک ہونے سے نہ بچ پاتی۔ مثلاً روزمرہ کے کام کاج میں وہ سینکڑوں چیزوں کو چھوتی ہے، ہاتھ لگاتی ہے۔ مثلاً مصلیٰ پڑا دیکھا اٹھا کے سنبھال دیا۔ کپڑے سمیٹے وغیرہ وغیرہ۔ کھانا بنانے کے لیے سبزی و گوشت کو ہاتھ لگانا وغیرہ۔ تو کیا اس طرح یہ تمام چیزیں ناپاک ہو جائیں گی ہرگز نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ مگر ان کے ناپاک ہونے کی صورت موجود ہے کہ اگر نجاست ظاہری طور پر منتقل ہو اور اس کا اثر دوسری پر بھی ظاہر ہو تو تب ناپاک ہے ورنہ نہیں۔

المختصر جس طرح ناپاک عورت کو چھونے سے باقی تمام چیزیں اپنی پاکی پر قائم رہتی ہیں اسی طرح میت کو ہاتھ لگانے سے بھی میت اپنی پاکی پر قائم رہتی ہے۔ فقط ہاتھ لگانے سے ناپاکی منتقل نہیں ہوتی۔ غیر مسلموں کا یہ طریقہ تھا کہ ناپاکی کے دنوں میں عورت کو الگ برتنوں میں کھانا دیا جاتا، کسی شے کو ہاتھ نہ لگانے دیا جاتا وغیرہ وغیرہ۔ اسلام نے اس طریقہ کو ختم فرما کر عورت کو عزت و مقام عطا فرمایا اس کی شرعی ناپاکی کو شرعی عذر قرار دیتے ہوئے اس پر کام کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ہم آقا علیہ التحیۃ والثناء کے غلام ہیں نا کہ یہود و ہنود وغیرہ کے۔

لہٰذا میت ناپاک نہیں ہوئی پاک ہی ہے۔ دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں۔

دلیل نمبر 2:۔ غسل تب فرض ہوتا ہے جب کوئی ایسا امر پیش آئے جو غسل کے وجوب کا سبب ہے۔ اور پاک جسم پر باہر سے نجاست لگ جائے مثلاً گوبر وغیرہ تو اس سے سارے جسم کا غسل فرض نہیں ہوتا بلکہ اتنے حصے کو دھونا فرض ہوتا ہے جتنے پر نجاست لگی ہوئی ہو اور ظاہری

طور پر موجود بھی ہو۔ جبکہ میت کو ہاتھ لگانے سے ظاہری ناپاکی کا کوئی اثر نہیں تھا۔ تو پھر کیونکہ میت کو دوبارہ غسل دینا فرض ہو جائے گا۔

لہٰذا ایک مرتبہ ہی غسل دینا شریعت کا اخراج و حکم ہے۔ اور دوسری بار غسل دینا غیر شرعی اور بدعت ہے۔ علماء اور مشائخ کو چاہیے کہ اس بدعت کے خاتمے کے لیے عوام میں شعور اجاگر کریں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و**رسوله اعلم**)

سوال 8:۔ یہ مشہور ہے کہ غسل دینے والا باوضو ہونا چاہیے، کیا ایسا ہی کچھ ہے؟

جواب:۔ فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ نہلانے والا پاک ہونا چاہیے۔ بالغرض اگر کوئی ناپاک ہے ،مثلاً جنبی ہے یا عورت حائضہ ہے تو ان کے غسل دینے سے غسل تو ہو جائے گا لیکن یہ پسندیدہ نہیں ہے اور اگر بے وضو غسل دیا جائے تو اس میں کراہت بھی نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دے سکتے ہیں۔

یہ جو غسل کے حوالے سے بات مشہور ہے اسمیں اگر حکمت دیکھی جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ وضو چونکہ تقرب الی اللہ (اللہ کا قرب) کا سبب بھی بنتا ہے اور درجات کی بلندی کا بھی۔ اس لیے وضو کی تاکید لگائی جاتی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ رب العزت نہلانے والے کے باوضو ہونیکی برکت سے مُردے کے گناہ بخش دے۔ اور باوضو ہو کر دینے میں دونوں کا فائدہ مضمر ہے۔ لیکن اس پر زور نہیں دینا چاہیے کہ وضو لازمی ہے۔

هذا من عندی و الله تعالیٰ اعلمو رسوله اعلم)

سوال 9:۔ کیا غسال (غسل دینے والا) اجرت لیکر غسل دے سکتا ہے اور کیا ایک علاقے میں غسال کو منتخب کیا جا سکتا ہے کہ یہی غسل دے گا؟

جواب:۔ غسال (غسل دینے والا) کے علاوہ بھی اگر کوئی غسل دینے والا موجود ہو تو اس کی

موجودگی کی وجہ سے غسال اجرت لے سکتا ہے اور اگر اور کوئی ایسا موجود نہ ہو جو غسل دے سکتا ہو تو غسال کا اجرت لینا جائز نہ ہوگا۔ رہی بات انتخاب کی تو یہ کوئی ضروری نہیں۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہر ایک کو بحیثیت مسلمان مردہ کو غسل دینے کا طریقہ آنا چاہیے۔ اور جس کو معلوم نہ ہو اسکو سکھانے میں بہت اجر و ثواب ہے۔

(واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ورسولہ اعلم)

سوال 10:۔ میت کو غسل دینے کا طریقہ تفصیل سے بتائیں تاکہ استفادہ ہو سکے؟

جواب:۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو مرحلہ وار بیان کروں تاکہ آپ اس کو آسانی سے سمجھ سکیں۔

پہلا مرحلہ:۔ جس تخت پر میت کو رکھ کر نہلانا ہو یعنی غسل دینا ہو اس کے ارد گرد وہ برتن جسمیں خوشبو سلگتی ہو تین، پانچ یا سات بار پھرائیں۔

دوسرا مرحلہ:۔ پھر جسکو غسل دینا ہو اس کو تخت پر لٹا دیا جائے۔

تیسرا مرحلہ:۔ اس پر موجود کپڑوں کو کاٹ کر اتار لیا جائے۔

چوتھا مرحلہ:۔ میت کا بدن ننگا نہیں ہونے پائے اس پر ناف سے لیکر گھٹنوں تک کپڑا ڈال دینا چاہیے تاکہ ستر ننگا نہ ہو۔ اور کپڑا باریک نہیں ہونا چاہیے تاکہ گیلا ہونے پر اعضاء دکھائی نہ دیں۔ موٹا کپڑا ہونا چاہیے۔

پانچواں مرحلہ:۔ غسال (غسل دینے والا آدمی یا عورت) اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر استنجاء کروائے اور استنجاء کرواتے وقت خیال رہے کہ ستر ننگا بھی نہ ہو اور وہ اس کی طرف منہ بھی نہ کرے۔

چھٹا مرحلہ:۔ پھر نماز کا سا وضو کروایا جائے۔ غسل دیتے وقت فرائض ادا کیے جائیں گے۔ مثلاً منہ دھوئے، کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئے، سر کا مسح کرے اور پھر پاؤں دھوئے۔ مردہ کو غسل

دینے میں ہاتھ دھونا، کلی کروانا، ناک میں پانی چڑھانا نہیں ہے۔صرف فرائض ادا کیے جائیں ۔لیکن احتیاطاً روئی بھگو کر دانتوں، مسوڑھوں، ہونٹوں اور ناک کے نتھنوں پر پھیر دیں۔

ساتواں مرحلہ:۔اگر سر کے بال اور داڑھی ہے تو میت کے سر کے بال اور داڑھی گلِ خیرو سے دھوئیں اگر یہ میسر نہ ہو تو عام شیمپو یا صابن سے بھی دھویا جا سکتا ہے۔جو کہ پاک بھی ہوں ۔وگرنہ ان کی حاجت نہیں، صرف پانی سے دھونا ہی کافی ہے۔

آٹھواں مرحلہ:۔پہلے سات مراحل بغور مطالعہ کریں اور اس کے بعد آپ یہ تصور کریں کہ آپ بستر پر موجود ہیں۔اپنے دائیں، بائیں کا تصور ذہن میں لائیں۔سات مرحلوں کے پورا ہونے کے بعد آٹھواں مرحلہ یہ ہے کہ میت کو بائیں کروٹ پر لٹائیں کہ دائیں کروٹ آسمان کی طرف ہو اور دل والی طرف نیچے اور کمر کو دیکھنا بھی ممکن ہو اور پیٹ کو دیکھنا بھی۔پھر جو کروٹ اوپر ہے اس پر سر سے لے کر پاؤں تک پانی بہائیں اور اتنا بہائیں کہ پانی تختہ تک جا پہنچے۔

نواں مرحلہ:۔اب مردہ کو دائیں کروٹ پر یوں لٹائیں کہ بائیں کروٹ اوپر ہو جائے اور پیٹ و کمر دونوں نظر آ جائیں۔پھر بائیں کروٹ پر سر سے پاؤں تک پانی بہائیں کہ پانی تختہ تک پہنچ جائے۔

دسواں مرحلہ:۔پھر غسال مردہ کو ٹیک لگا کر بٹھائے اور نرمی کے ساتھ نیچے کی طرف پیٹ پر ہاتھ پھیریں مطلب یہ کہ پیٹ کے اوپر سے ہاتھ نیچے کی طرف لے جائیں تا کہ اگر کوئی گندگی یا فضلہ جات باقی ہیں تو نکل جائیں۔پھر اس کو دھو دیا جائے۔دوبارہ وضو و غسل کی ضرورت نہیں ہے۔

گیارواں مرحلہ:۔آخر میں سر سے لیکر پاؤں تک پانی بہائیں۔اور پھر کسی پاک کپڑے سے

خشک کر دیں۔

(عالمگیری درمختار وغیرہ)

سوال 11 :۔ مردہ کو غسل دینے میں فرض کیا ہے؟

جواب :۔ ایک بار سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے۔ اور تین مرتبہ بہانا سنت ہے۔

سوال 12 :۔ ایک بات یہ بھی مشہور ہے کہ مردہ کو غسل دینے کے بعد غسال (غسل دینے والا) خود بھی لازمی غسل کرے؟ کیا اس کی کوئی اصل ہے؟

جواب :۔ یہ نظریہ جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ کوئی لازمی اور ضروری امر نہیں ہے۔ یہ اسی طرح ہی ہے کہ کسی کے بدن سے لگ کر گرنے والا پانی مستعمل ہوتا ہے، پاک تو ہوتا ہے مگر آگے پاک کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اگر مردہ کو غسل دیتے وقت پانی غسال کے بدن سے بھی لگے تو اسکا بدن ناپاک نہیں ہوگا۔ یہ محض خوف و ہراس پھیلانے کیلیے مشہور کیا گیا ہے۔ اس رواج کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔

(نوٹ) مستعمل پانی :۔ وہ پانی ہے جسے وضو، غسل وغیرہ یا دوسرے کاموں کے لیے استعمال کرلیا گیا ہو۔ اسے مستعمل پانی کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پانی نجاست کو دور کر کے گرا ہے تو مستعمل ہونے کے ساتھ ناپاک بھی ہے۔ اور اگر یہ صورت نہیں تو پاک ہے۔ جیسے وضو کے دوران گرنے والا پانی ہے۔ لیکن یہ پاک تو ہوتا ہے مگر مزید پاک نہیں کرسکتا۔ (ملخصاً قدوری، کنز الدقائق، شرح ثمیری وغیرہ)

سوال 13 :۔ یہ بھی مشہور ہے کہ ہر فرد پر زندگی میں ایک مردے کو غسل دینا فرض ہے۔ کیا یہ ایسا ہی ہے جیسا مشہور ہے؟

جواب :۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے کہ ہر شخص پر زندگی میں ایک بار مردے کو غسل دینا فرض

ہے۔ یہ غلط ہے۔ سرکار سے ایسا کوئی فرمان ثابت نہیں ہوتا جسمیں سرکار نے ایسا کرنا فرض فرمایا ہو۔ غسلِ میت فرضِ کفایہ ہے اور جب یہ بعض کے دینے سے باقیوں سے ساقط ہو جاتا ہے تو ہر ہر فرد پر الگ الگ کیونکر فرض ہو گا۔ اس میں بہت سی مشکلات اور تکالیف ہیں۔ حالانکہ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعها سے سارا معاملہ واضح ہو جاتا ہے۔

سوال 14:۔ آج کل ایک یہ مسئلہ بہت پریشان کرتا ہے کہ جب کبھی کسی مردہ کو غسل دینے کا معاملہ درپیش ہو تو خواہ وہ مردہ عورت ہو یا مرد ہو اس کے غیر ضروری بال اکھاڑنے یا مونڈنے پر بحث شروع ہو جاتی ہے کہ آیا غیر ضروری بالوں کو ختم کرنا چاہیے یا نہیں، بعض تو غیر ضروری بالوں کی صفائی کر دیتے ہیں بعض نہیں کرتے۔ اصل مسئلہ بتائیں کہ شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ یہ بات بہت اہم ہے کہ کیا کرنا چاہیے۔ شریعت مطہرہ نے غیر ضروری بالوں کو اکھاڑنے، صاف کرنے حتیٰ کہ ناخن کاٹنے کو ناجائز اور مکروہ تحریمی بتایا ہے۔ یہ فعل قربِ حرام ہے کہ غیر ضروری بالوں کو کاٹا جائے۔ ناخن تراشے جائیں۔ میت کی داڑھی اور سر کے بالوں میں کنگھی پھیرے جانے کو بھی شریعت نے ناجائز بتایا ہے۔ حکم اس بات کا ہے کہ جس طرح جس حالت میں وہ ہے غسل دے کر دفن کر دیا جائے۔ اور رہا مسئلہ یہ کہ اگر پتا نہیں تھا ناخن تراش لیے، کسی نے بتایا کہ یہ کام ناجائز ہے۔ پھر یہ کرنا چاہیے کہ ان کو کفن میں رکھ دینا چاہیے۔ (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

سوال 15:۔ ہمارے دیہاتوں میں اگر کوئی عورت فوت ہو جائے تو اس کے خاوند کو نہ تو جنازہ اٹھانے دیا جاتا ہے اور نہ دیکھنے دیا جاتا ہے اور نہ ہاتھ لگانے دیا جاتا ہے، کیا یہ شریعت کا حکم ہے یا نہیں؟

جواب:۔ شریعت مطہرہ میں یہ تصریح موجود ہے کہ خاوند یعنی مرد اپنی مردہ عورت کو نہ غسل

دے سکتا ہے نہ چھوسکتا ہے۔ رہی بات دیکھنے کی تو شریعت اس پر پابندی نہیں لگاتی۔ جو بات مذکورہ سوال میں موجود ہے کہ جنازہ پر بھی نہ جائے، کندھا بھی نہ دے وغیرہ یہ محض غلط ہے۔ جنازہ میں بھی جا سکتا ہے، کندھا بھی دے سکتا ہے، قبر میں بھی اُتار سکتا ہے۔ رہی بات چھونے کی تو اگر کپڑے کے ساتھ چھوتا ہے پھر تو جائز ہے اور اگر بغیر کپڑے کے چھوتا ہے تو ناجائز ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔ (درمختار)

سوال 16:۔ کیا عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے؟

جواب:۔ جہاں تک بات ہے شریعت کی تو مسئلہ یہ ہے کہ مرد مرد کو غسل دے اور عورت عورت کو۔ اگر خاوند مرا ہے تو اسکی بیوی غسل دے سکتی ہے مگر اس طرح کہ اگر وہ اس مردہ خاوند کے نکاح میں موجود ہو۔ اور اگر کسی وجہ سے وہ مطلقہ (طلاق یافتہ) ہو چکی ہے تو پھر وہ غسل نہیں دے سکتی۔ (عالمگیری)

سوال 17:۔ یہ بات مشہور ہے کہ جس گھر میں میت ہو اور وہاں اسکو غسل بھی دیا گیا ہو اسکی گھر کی پانی ٹینکی خالی کر دینی چاہیے۔ اور جو برتن میت کو نہلانے میں استعمال ہوتے ہیں ان کو سات دفعہ دھونا چاہیے۔ اور بعض تو توڑ ڈالتے ہیں اور اس کے کپڑے دریا میں بہا دیے جاتے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ گھر کے استعمال کے برتن سے غسل نہ دو۔ نئے برتن خرید کر غسل دو۔ کیا اس کی کوئی اصل ہے؟ واضح فرمائیں؟

جواب:۔ ہمارے معاشرے میں سنی سنائی چیزیں کافی رائج العمل ہیں اور یہی حقیقی بدعات ہیں جن کو مٹانے کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ یہ جو بات مشہور ہے کہ جہاں پر مردہ جان دے چکا ہے اس گھر کا سارا پانی ضائع کر دو کیونکہ فرشتے اپنے اوزاران میں دھوتے ہیں۔ **نعوذ باللہ من ذالک**۔ یہ پرلے درجے کی حماقت اور جہالت ہے۔ ایسے نظریات رکھنے

والوں کو اپنے ایمان کا محاسبہ کرنا چاہیے۔یہ فعل حرام ہے۔اور دوسری بات بلا وجہ بغیر کسی شرعی عذر کے پانی ضائع کیا جانا اسراف ہے۔اور ہر بات کے متعلق انسان روزِ محشر جواب دہ ہو گا۔یہ دہشت گردی اور خوف پھیلانے کیلیے جہالت آمیز بات مشہور ہے اس کی خوب مخالفت کرنی چاہیے۔رہی بات اس سوال کے اس حصہ کی کہ غسل دینے کیلیے نئے برتن لانے چاہئیں یا نہیں تو عرض یہ ہے کہ نئے برتن لانے کی ضرورت نہیں ہے۔روزمرہ استعمال کے برتن سے بھی غسل دیا جا سکتا ہے۔نئے لانے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔اور جو لوگ یہ نظریہ رکھتے ہوئے برتن توڑ دیتے ہیں کہ میت کو غسل دیا گیا اس لیے توڑ دو تو ان کیلیے عرض یہ ہے کہ یہ جہالت ہے اور مال کا ضائع کرنا ہے۔جبکہ مال ضائع کرنا حرام و ناجائز ہے۔اور جو حضرات انہیں نجس سمجھتے ہوئے انہیں تین یا سات مرتبہ دھونے کا حکم لگاتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔کیونکہ میت کو غسل، نجاست حکمیہ دور کرنے کیلیے دیا جاتا ہے اور جو چھینٹ پڑتی ہے وہ مستعمل پانی کی ہے اور مستعمل پانی کا حکم یہ ہے کہ وہ ناپاک نہیں ہوتا لہٰذا ان برتنوں کو نہ توڑا جائے اور نہ پھینکا جائے اور نہ سات مرتبہ دھویا جائے اور نہ ضائع کیا جائے۔

کپڑے دریا میں بہانا مال کا ضائع کرنا ہے اور مال کو ضائع کرنا حرام ہے۔لہٰذا ان کو ذاتی استعمال میں بھی لانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔اگر کسی غریب کو ایصال ثواب کی نیت سے دے دیے جائیں تو یہ اور زیادہ اچھا عمل ہے۔اور پسندیدہ بھی ہے اور فائدہ مند بھی۔

سوال 18:۔میت کو غسل دینے کے بعد سب سے اہم معاملہ کفن دینے کا ہے۔شریعت نے کفن پہنانے کو کتنی اہمیت دی ہے؟

جواب:۔شریعت مطہرہ نے ہماری ہر مشکل کا واضح حل فرما دیا ہے۔جسطرح غسل دینا فرض کفایہ ہے اسی طرح کفن دینا بھی فرض کفایہ ہے۔(بہارِ شریعت)

سوال 19 :۔ ہر انسان کی کوشش ہوتی ہے کہ جو بھی کام کرے سنت کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے کرے، یہ بتائیں کہ کفن میں کتنے کپڑے ہونے چاہئیں؟ مفصل وضاحت کریں۔

جواب :۔ مرد کے لیے سنت کفن تین کپڑے ہوتے ہیں اور عورت کے لیے سنت کفن پانچ کپڑے ہوتے ہیں۔ یہاں بھی میں ان کا تذکرہ مرحلہ وار کروں گا۔

مرد کا کفن :۔

(1) لفافہ (لمبی چادر) (2) ازار (تہبند) (3) قمیص (کفنی)

عورت کا کفن :۔

(1) لفافہ (2) ازار (3) قمیص (4) اوڑھنی (دوپٹہ) (5) سینہ بند

سوال 20 :۔ جتنے کپڑے ذکر کئے گئے ہیں ان کی لمبائی، مقدار ایک جیسی ہونی چاہیے یا مختلف ہونی چاہیے؟

جواب :۔ سب سے پہلے ذکر کرتا ہوں لفافہ کا۔ اس کی مقدار یہ ہے کہ یہ سر سے پاؤں تک جتنا وجود ہے اس سے کچھ زیادہ ہوتا ہے تا کہ اس کے کناروں کو باندھا جا سکے۔ مطلب یہ کہ میت کے قد سے تھوڑی زیادہ مقدار کے کپڑے کو لفافہ کہتے ہیں۔ دوسرا کپڑا ازار اس کی مقدار قد کے برابر ہوتی ہے۔ لفافہ قد سے زیادہ اور ازار قد کے برابر۔

تیسرا کپڑا کفنی یا قمیص۔ یہ گردن سے گھٹنوں تک ہوتی ہے۔

چوتھا کپڑا جو عورت کے کفن کا حصہ ہے وہ ہے اوڑھنی۔ اس کی مقدار یہ ہے کہ کم از کم ڈیڑھ گز ہونی چاہیے۔ یعنی نصف کمر سے لیکر سینہ کے نیچے تک آسانی سے پوری آجائے۔ اس کا عرض ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہوتا ہے۔

پانچواں کپڑا ہے سینہ بند۔ اس کی مقدار یہ ہے کہ یہ پستان (سینہ) سے ناف تک ہو۔ بہتر تو

یہ ہے کہ ران تک ہو۔ (عالمگیری، درمختار)

سوال 21:۔ ہمارے بعض علاقوں میں رواج ہے کہ کفنی کا کپڑا آگے کی جانب سے تو گھٹنوں تک ہوتا ہے لیکن پیچھے سے صرف کندھوں تک ہوتا ہے۔ کیا یہ طریقہ درست ہے؟

جواب:۔ یہ جو طریقہ آپ نے ذکر کیا ہے یہ جاہلوں کا ہے کہ آگے سے زیادہ اور پیچھے سے کم رکھتے ہیں۔ یہ انتہائی غلط ہے۔ کفنی کو دونوں جانب سے برابر ہونا چاہیے۔ آگے اور پیچھے دونوں طرف سے گھٹنوں تک برابر ہو۔ یہی درست طریقہ ہے۔ (ردالمحتار، بہارِ شریعت)

سوال 22:۔ اگر کوئی یہ کہے کہ مرد کو تین اور عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دینا سنت ہے اس سے کم کر لو تو حرج نہیں ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب:۔ بلا ضرورت کم کرنا خلافِ سنت اور برا عمل ہے۔ اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اور ایمانداری یہی ہے کہ پورا پورا شریعت کو اپنایا جائے۔ بلا ضرورت کفن کفایت سے کم کرنا ناجائز و مکروہ ہے۔ (درمختار)

سوال 23:۔ ہمارے بعض احباب کفن دیتے ہیں لیکن انہیں کفن دینے کا بھی صحیح طریقہ نہیں آتا۔ بیان فرمائیں تاکہ معاشرہ کی اصلاح ہو سکے؟

جواب:۔ پہلے مرد کو کفن پہنانے کا طریقہ واضح کر دیا جائے تاکہ آسانی سے سمجھ میں آجائے اور پھر عورت کو کفن پہنانے کا تاکہ ہماری مائیں بہنیں اپنی اصلاح کر لیں۔ اس کو بھی مرحلہ وار ذکر کرنا مناسب ہے تاکہ عام فہم ہو جائے۔

پہلا مرحلہ:۔ جس میت کو غسل دیا ہے اس کا جسم پہلے خشک کریں تاکہ کفن کے کپڑے تر نہ ہوں۔

دوسرا مرحلہ:۔ جس کو کفن پہنانا مقصود ہے اس کی چارپائی پر کفن کے کپڑے رکھیں۔

تیسرا مرحلہ:۔ پھران کپڑوں کو تین، پانچ، یاسات مرتبہ سلگتی خوشبو پر دھونی دیں۔
چوتھا مرحلہ:۔ چار پائی پر کپڑے تو رکھ دیے لیکن انہیں کسی ترتیب سے رکھیے۔سب سے پہلے بڑی چادر جسکو لفافہ کہتے ہیں وہ بچھائیں۔پھر لفافہ کے اوپر ازار (تہبند) رکھیں اور سب سے اوپر کفنی (قمیص) رکھیں۔
پانچواں مرحلہ:۔ پھر میت کو اس چارپائی پر لٹائیں جس پر سب سے نیچے لفافہ تھا اور اس کے اوپر ازار تھی اور ان سب کے اوپر کفنی تھی۔
چھٹا مرحلہ:۔ سب سے پہلے اوپر والا کپڑا کفنی پہنائیں۔
ساتواں مرحلہ:۔ اور پھر ازار کو اس انداز میں لپیٹیں کہ پہلے بائیں جانب لپیٹیں پھر دائیں جانب لپیٹیں تاکہ دائیں جانب اوپر رہے۔
آٹھواں مرحلہ:۔ پھر سب سے آخر میں لفافہ کو لپیٹیں کہ پہلے بائیں جانب لپیٹیں مطلب یہ کہ بائیں سے دائیں کپڑا لپیٹ دیں پھر جو دائیں طرف کپڑا ہے اسکو بائیں طرف لپیٹ لیں تاکہ دائیاں اوپر رہے۔اور لفافہ کو جو سر اور پاؤں سے زائد ہے باندھ دیں۔
مرد کو کفن دینے کا طریقہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔اب عورت کو کفن دینے کا طریقہ ملاحظہ فرمائیں۔
پہلا مرحلہ:۔ عورت کے لیے پانچ کپڑے رکھیں۔سب سے پہلے لفافہ، پھر اس کے اوپر ازار، پھر اس کے اوپر اوڑھنی اور سب سے اوپر کفن رکھیں۔اور سینہ بند الگ رکھیں۔
دوسرا مرحلہ:۔ سب سے پہلے عورت کو کفنی پہنائیں۔
تیسرا مرحلہ:۔ پھر اس کے بالوں کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں۔
چوتھا مرحلہ:۔ تھوڑا سا سہارا دے کر میت کی نصف پشت سے اوڑھنی بچھا کر لائیں اور مثلِ

نقاب منہ پر ڈال دیں۔

پانچواں مرحلہ:۔ پھر ازار تہبند کو لپیٹیں جسکی مقدار قد کے برابر ہے پہلے بائیں جانب لپیٹیں پھر دائیں جانب لپیٹیں تا کہ دائیں جانب اوپر رہے۔

چھٹا مرحلہ:۔ پھر اسی ازار کے بعد لفافہ کو لپیٹیں جس کی مقدار قد سے زیادہ تھی۔ پھر اس کو سر کے اوپر اور نیچے سے باندھ دیں۔

ساتواں مرحلہ:۔ پھر جو سینہ بند رہ گیا ہے اس کو پستان کے اوپر والے حصے سے ران تک لاکر باندھ دیں۔ اس طرح عورت کا کفن مکمل ہو جائے گا۔

سوال 24:۔ ہمارے علاقوں میں عورتوں کو اوڑھنی اس طرح پہنائی جاتی ہے کہ چہرہ بھی نظر آسکتا ہے اور نقاب بھی نہیں کرایا جاتا۔ جس طرح عام ڈوپٹہ لیا جاتا ہے اس طرح کروادی جاتی ہے۔ کیا یہ بھی درست ہے؟

جواب:۔ ایسا کرنا محض بے جا اور خلافِ سنت ہے۔ صحیح یہی ہے کہ نصف پشت سے بچھا کر چہرہ پر نقاب کرتے ہوئے سینہ پر ڈال دیں۔ (عالمگیری)

سوال 25:۔ جنازہ جب اُٹھایا جاتا ہے تو عموماً ہم دیکھتے ہیں کہ ہر بندہ جنازہ کو کندھا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی کیا حکمت ہے؟ کیا اس کا کوئی فائدہ بھی ہے؟

جواب:۔ جنازہ کو کندھا دینا عبادت اور سرکار ﷺ کی سنتِ مبارکہ بھی ہے۔ جوہرہ نیرہ میں یہ بات موجود ہے کہ سرکار علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اُٹھایا تھا۔ لہٰذا میت کو کندھا دینے میں بہت سی برکتیں حاصل ہوتی ہیں اور یہ فائدہ ہی فائدہ اور عبادت کی عبادت ہے۔

سوال 26:۔ عموماً یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک چارپائی کو چھ چھ، آٹھ آٹھ بندے ایک ہی

وقت میں کندھا دیتے ہیں۔جس کی وجہ سے چلنے میں بھی مشکل پیش آتی ہے اور میت کو بعض اوقات ہچکولے بھی آتے ہیں۔اس پریشانی کا حل بتائیں تا کہ اس پر عمل ہو سکے؟

جواب:۔ہمیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ سنتِ مبارکہ پر عمل کریں۔کندھا دینا عبادت تو ہے لیکن اسمیں دیکھنا یہ ہے کہ کتنے آدمیوں کا کندھا دینا ایک ہی وقت میں سنت ہے۔چار آدمیوں کا چارپائی اُٹھانا سنت ہے۔رہی بات چھ چھ، آٹھ آٹھ کی تو اسکو خلافِ سنت ہی کہہ سکتے ہیں۔اس میں ایک قباحت یہ ہے کہ مثلاً آٹھ آدمی بیک وقت چارپائی اُٹھائیں گے تو اُٹھا کر چلنے میں مسئلہ بنے گا کہ پاؤں سے پاؤں ٹکرائیں گے اور میت ہچکولے کھائے گی۔جو کہ غلط ہے۔لہٰذا جنازہ بھی اچھے اور باوقار انداز میں لیکر چلنا چاہیے۔یہی بہتر طریقہ ہے۔

سوال 27:۔جب جنازہ لیکر جاتے ہیں تو کچھ احباب آگے چل رہے ہوتے ہیں اور لوگ انہیں بدعتی اور پتا نہیں کیا کیا کہتے ہیں؟ اصل مسئلہ بتائیں کہ کیا ہے؟

جواب:۔جہاں تک بات ہے جنازہ کے آگے یا پیچھے چلنے کی تو اس کو خواہ مخواہ عوامی سر درد نہیں بنانا چاہیے۔مسئلہ فقط اتنا ہے کہ افضل طریقہ کیا ہے؟ آگے چلنا یا پیچھے چلنا۔اور آئمہ کا جو اختلاف منقول ہے وہ فقط افضلیت میں ہے۔اس کی وضاحت شرح معانی الاثار میں ملاحظہ فرمائیں۔جو آگے چلتا ہے اسے چاہیے کہ پیچھے چلے۔جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے اور ثواب کا متحمل ہے۔اور آگے چلنا افضل نہیں۔اور آگے چلنے والوں کو بدعتی کہنا سراسر زیادتی اور ناانصافی ہے۔کیونکہ ایک جنازہ میں حضرات شیخین رضی اللہ عنھما آگے چل رہے تھے اور علی کرم اللہ وجھہ پیچھے تھے۔ایک آدمی نے حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے سوال کیا کہ کیا شیخین کا آگے چلنا درست ہے؟ حضرت رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا وہ اس مسئلہ کو بخوبی سمجھتے ہیں ان کے آگے چلنے میں حکمت یہ ہے کہ اگر وہ پیچھے چلتے ہیں تو تم ان کے ادب میں دو دو

قدم اور پیچھے ہٹتے جس سے پچھلوں کو پریشانی ہوتی۔ کیا شیخین کریمین پر بھی بدعتی ہونے کا فتویٰ لگایا جائے گا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)۔ ملاحظہ ہو شرح معانی الاثار جلد نمبر 1۔

سوال 28:۔ آج کل یہ بھی ہوتا ہے کہ جنازہ چلتا روک لیا جاتا ہے اور نعت خوانی کی جاتی ہے اور اشعار بولے جاتے ہیں اور پھر دوبارہ چلایا جاتا ہے۔ اس پر کچھ روشنی ڈالیں۔

جواب:۔ **فی نفسہ** نعت خوانی باعثِ برکت اور رحمت ہے۔ اور ہزارہا فوائد کو جامع ہے۔ لیکن چلتے جنازہ کو روک کر نعت خوانی کرنا درست عمل نہیں۔ کیونکہ احادیث سے بھی یہ پتہ لگتا ہے کہ جنازہ کو معتدل رفتار سے لیکر چلو نہ تیز ہو نہ کم ہو۔ کیونکہ اگر وہ نیک تھا تو اس کو بھلائی کی طرف جلدی لیکر جارہے ہو۔ اور اگر وہ بد تھا تو اس گنہگار کے بوجھ کو اپنے کندھوں سے جلدی اُتار دو۔ لہٰذا اس فعل سے پرہیز ہی کرنا چاہیے تاکہ اہلسنت و جماعت بریلوی مسلک پر کسی کو انگلی اُٹھانے کی جرأت نہ ہو۔ اور ہاں اگر میت جنازہ گاہ میں رکھ دی اور ابھی وقت ہے تو پھر نعت خوانی خوب کی جائے اور وعظ و نصیحت کیا جائے تاکہ تمام حاضرین اس کی برکات لوٹ سکیں۔ **(و اللہ تعالیٰ اعلمورسولہ اعلم)**

سوال 29:۔ نمازِ جنازہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:۔ نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے۔ اگر ایک بھی ادا کر لیتا ہے تو سب بری الذمہ ہیں۔ اور اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (بہارِ شریعت)

سوال 30:۔ جب بھی کوئی نمازِ جنازہ پڑھا جاتا ہے بعض حضرات سوال کرتے ہیں کہ جنازہ کے کتنے رکن، سنتیں ہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

جواب:۔ نمازِ جنازہ کے دو رکن ہیں۔ (1) قیام اور (2) چار تکبیریں۔

ان دونوں میں سے اگر ایک نہ پایا جائے تو نماز نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر اگر نماز پڑھنے والا

بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے اور اسے کوئی عذر لاحق ہے اور مقتدی تمام کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں تو ہو گئی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ نمازِ جنازہ کی ادائیگی میں جماعت شرط نہیں اگر ایک بھی پڑھ لے ادا ہوتی ہے۔ اور رہی بات سنتوں کی تو نمازِ جنازہ میں تین چیزیں سنتِ موکدہ ہیں۔

(1) حمد وثناء کرنا (2) درودِ پاک پڑھنا (3) میت کیلیئے دعائے مغفرت پڑھنا۔

سوال 31:۔ آج کے اس پرفتن دور میں خودکشی کرنے والے بہت ہو گئے ہیں، تھوڑی سی پریشانی آئے تو خود کو ہلاک کرنے کے منصوبے شروع ہو جاتے ہیں۔ پھر ان پر بحث شروع ہو جاتی ہے۔ بعض کہتے ہیں ان کی نمازِ جنازہ ادا کرنی چاہیے بعض کہتے ہیں نہیں کرنی چاہیے ۔حکم صحیح واضح فرمائیں؟

جواب:۔ خودکشی کرنا حرام ہے۔ اور بہت بڑے گناہ کا کام ہے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے۔ (درمختار)

مگر ڈاکو، باغی، شہروں میں لوٹ مار کرنے والوں، ناحق لڑنے والوں کا تماشا دیکھنے والے کو اگر کوئی چیز لگ جائے اور وہ ہلاک ہو جائے، جو کسی کا گلا گھونٹ کر مارنے کا دھندا کرتا ہو ان سب کی نمازِ جنازہ ادا نہیں کرنی چاہیے۔ (عالمگیری)

سوال 32:۔ جنازہ کا طریقہ بتائیں تا کہ ہماری اصلاح ہو سکے؟

جواب:۔ اس کو بھی مرحلہ وار بیان کرنا زیادہ مناسب ہو گا۔ باقی ماندہ مسائل ضمناً آجائیں گے۔

پہلا مرحلہ:۔ یہ ہے کہ صفیں کتنی بنائی جائیں۔ اور طاق صفیں رکھنے میں کیا حکمت ہے؟ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جس کے جنازہ میں تین صفیں ہوں گی اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا۔ لہٰذا کم سے کم تین صفیں ہونی چاہیے۔ اور زیادہ سے زیادہ کی حد نہیں۔ لیکن ہونی

طاق چاہیے۔ کیونکہ طاق کا عدد اللہ کو بہت پسند ہے۔ ہوسکتا ہے رب تعالیٰ اس نسبت کا خیال کرتے ہوئے میت کو بخش دے۔ ہم فقط حیلہ کر سکتے ہیں باقی اس ذات کا کام ہے جس کے قبضہ میں تمام بادشاہت ہے۔

دوسرا مرحلہ:۔ جوتا اُتار کے نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور پاؤں کے نیچے جوتا رکھ کر نماز ادا کرنا درست نہیں اس طرح نماز ادا نہیں ہوگی۔ لہٰذا جوتے کو اُتار کر پیچھے ہٹا دینا چاہیے۔

تیسرا مرحلہ:۔ جب امام اللہ اکبر کہے مقتدی بھی اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں کی لو تک ہاتھ اُٹھائے، پھر باندھ لے۔

چوتھا مرحلہ:۔ پھر وہ ثناء پڑھے گا۔ اور یوں پڑھے گا۔

سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك ا سمك و تعالیٰ جدك وجل ثناؤك و لا اله غيرك

پانچواں مرحلہ:۔ پھر امام دوسری تکبیر کہے گا اور آپ بھی تکبیر کہیں لیکن پست آواز میں اور ہاتھ کو بدستور ناف کے نیچے باندھ رکھیں۔

چھٹا مرحلہ:۔ پھر درودِ ابراھیمی پڑھیں گے۔

ساتواں مرحلہ:۔ پھر امام تیسری تکبیر کہے گا اور آپ بھی پست آواز میں ہاتھ کھولے بغیر تکبیر کہیں گے۔

آٹھواں مرحلہ:۔ پھر آپ میت کیلئے دعا پڑھیں۔

نواں مرحلہ:۔ پھر امام چوتھی اور آخری تکبیر کہے گا ور آپ بھی پست آواز میں ہاتھ کھولے بغیر تکبیر کہیں گے۔

دسواں مرحلہ:۔ امام سلام پھیرے گا تو آپ دونوں ہاتھوں کو کھول کر سلام پھیریں گے۔ پہلے

دائیں جانب اور پھر بائیں جانب۔

(عطائے حبیب، عالمگیری، جوہرہ نیرہ) (درمختار اور ردالمحتار)

سوال 33:۔ بڑی عمر کے لوگ اکثر جنازہ صفیں بناتے وقت شور مچاتے ہیں کہ نمازِ پنجگانہ میں تو کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں لیکن جنازہ کی نماز میں فاصلہ ہونا چاہیے اس لیے کھل کر کھڑے ہوں۔ اس کی وضاحت فرمائیں کہ کیا اس کی کوئی حقیقت بھی ہے کہ نہیں؟

جواب:۔ اسکی کوئی اصل نہیں اور کہیں بھی مجھے اس بات کا ثبوت نہیں ملا کہ جسمیں نمازِ جنازہ میں کھڑے ہوتے وقت نمازیوں کے درمیان فاصلہ ہونا لازمی ہے مذکور ہو۔ اور اگر کسی عالمِ دین کے پاس حوالہ ہے اور کتاب اور صاحبِ کتاب دونوں مستند ہیں تو پھر کوئی اور حکم لگ سکتا ہے۔ **(واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم)**

سوال 34:۔ بعض اوقات کوئی نمازِ جنازہ میں لیٹ ہو جاتا ہے اور آدھی نماز یا بعض اوقات نمازِ جنازہ ادا ہو چکی ہوتی ہے۔ اب یہ بتائیں کہ بعد میں آنے والا شخص کیسے شامل ہو اور اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب:۔ اس کو یوں سمجھیے کہ ایک شخص جنازہ میں اس وقت پہنچا کہ جب بعض تکبیریں ہو گئی تھیں مثلاً امام دو تکبیریں کہہ چکا تھا۔ یہ آنے والا شخص فوراً نماز میں شامل نہ ہو بلکہ تیسری تکبیر کے کہنے کا انتظار کرے۔ جب امام تیسری تکبیر کہہ لے تو پھر شامل ہو جائے۔ اور رہی بات یہ کہ جو پہلی تکبیریں امام کے ساتھ نہیں کہہ پایا اُن کا کیا کرے۔ وہ اسطرح کرے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوراً وہ تکبیریں پست آواز میں کہہ لے اگر اتنا وقت ہو کہ وہ دعائیں پڑھ سکتا ہے تو وہ بھی پڑھ لے وگرنہ دعائیں چھوڑ دے۔

سوال 35:۔ بعض حضرات جوتے پہن کر یا جوتے پر پاؤں رکھ کر بغیر سر کو ڈھانپے نماز جنازہ ادا کرتے ہیں۔ اس کی حقیقت واضح فرمائیں کہ کیا ہے؟

جواب:۔ نمازِ جنازہ بھی فرض نماز کی طرح عبادت ہے۔ اور جتنا ادب اُس کا ہے اتنا ہی ادب اس کا ہے۔ لہٰذا جوتے پہن کر یا جوتوں کے اوپر پاؤں رکھ کر نماز ادا کی گئی تو نماز نہیں ہو گی۔ لہٰذا جوتا اُتار کر ایک طرف رکھا جائے پھر نمازِ جنازہ ادا کی جائے اور جہاں تک بات ہے سر ڈھانپنے کی تو سر ڈھانپ کر پڑھنے میں بہت ثواب ملتا ہے۔ لہٰذا ننگے سر پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

سوال 36:۔ کیا مسجد میں نمازِ جنازہ ادا ہو سکتا ہے؟

جواب:۔ مسجد کے اندر نمازِ جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور بعض احادیث میں اسکی ممانعت بھی آئی ہے۔ (درمختار)

سوال 37:۔ بعض حیلہ کرتے ہیں کہ میت مسجد کے باہر رکھتے ہیں اور کچھ نمازی اندر ہوتے ہیں اور کچھ نمازی باہر کیا اس صورت میں جنازہ ہو سکتا ہے؟

جواب:۔ خواہ جو بھی کیا جائے جیسا بھی طریقہ اختیار کیا جائے مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرنا منع ہے۔ (**واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم**)

سوال 38:۔ میت کو دفن کرنا لازمی ہے؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب:۔ میت کی تدفین کرنا فرضِ کفایہ ہے اور یہ میت کا حق بھی ہے۔ اور یہ بات درست اور جائز نہیں ہے کہ چاروں طرف سے دیواریں بلند کر کے چن دیا جائے۔ (عالمگیری)

سوال 39:۔ بعض ایسا کرتے ہیں کہ جہاں آدمی فوت ہوتا ہے وہی دفن کرتے ہیں تاکہ

فاتحہ وغیرہ کیلئے جانے میں آسانی رہے۔ کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب:۔ جہاں بندہ فوت ہو جائے وہیں اسے دفن نہ کیا جائے کیونکہ یہ انبیاء کرام علیھم السلام کا خاصہ ہے۔ عام مسلمانوں کو قبرستان میں ہی لیکر جایا جائے۔ اور وہیں دفن کیا جائے۔ (**واللہ اعلمورسولہ اعلم**)۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال 40:۔ بعض علاقوں میں قبروں کے اندر چٹائی یا بستر بچھا دیتے ہیں کہ میت کیلئے آسانی ہو کیا یہ درست ہے؟

جواب:۔ یہ فعل درست نہیں، ناجائز ہے اور بلاوجہ مال ضائع کرنا ہے۔ (درمختار)

سوال 41:۔ بعض لوگ قبروں کو پختہ کرتے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب:۔ قبر کو اندر سے پختہ کرنا منع ہے اور ناجائز ہے۔ اور جو اولیاء کرام کی قبور کو پختہ کیا جاتا ہے یا بعض عامۃ المسلمین کی قبور پختہ ہوتی ہیں۔ یہ اندر سے نہیں بلکہ باہر سے پختہ ہوتی ہیں اور اس میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ کچھ حصہ مٹی والا چھوڑ دیا جائے تا کہ اس پر سبزہ وغیرہ اُگ سکے۔ اور جو پختہ کرنے کی ممانعت ہے وہ قبر کے اندر سے پختہ کرنے کی ممانعت ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا گیا ہے کہ میت کے جسم کے قریب پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے۔ یہ قبر کے اندر کی بات ہے نہ کہ باہر کی۔ لہٰذا مزارات اور قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں۔ بے ادبی سے بچانے کا یہ بھی ایک حیلہ ہے۔ (**واللہ تعالیٰ اعلم رسولہ اعلم**)

اعتراض:۔ اہلسنت والجماعت نے اکثر مسائل میں غلو کر رکھا ہے۔ پہلے تو جگہ جگہ مزار بنا دیے اور اب مزاروں کو روضہ کہنا شروع کر دیا ہے۔ جبکہ ہم صرف روضہ رسول کہنے کے قائل ہیں۔ نہ کہ ہر مزار کو روضہ کہا جائے گا۔ یہ سرکار کی قبر انور کے ساتھ خاص ہے۔ لہٰذا جو دیگر مزارات کو روضہ کہتا ہے وہ گستاخ رسول ہے۔ اسے توبہ کرنی چاہیے۔

جواب:۔معترض نے اس اعتراض کو سامنے لا کر اپنی کم علمی اور خباثت کا اظہار کیا ہے۔محترم معترض اس حقیقت سے ناواقف ہے کہ روضہ کسے کہتے ہیں۔سرکار علیہ الصلوٰۃ السلام کے مزار پرانوار کو فقط روضہ مان لینا اور باقیوں کی نفی کر دینا یہ نظریہ ہی غلط ہے۔کیونکہ سرکار علیہ الصلوٰۃ السلام نے تو تمام مومنین کی قبروں کو بھی روضہ فرمایا ہے۔

درحقیقت اور درپردہ یہ توہین اصحاب رسول ﷺ اور توہین اولیاء کرام بھی ہے۔سرکار علیہ الصلوٰۃ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

القبر روضة من رياض الجنة وحفرة من حفر النيران۔

ترجمہ:۔قبر یا تو جنت کے ریاض میں سے ایک روضہ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

جب سرکار ﷺ نے مطلقاً بغیر تخصیص کے مومن کی قبر کو روضہ فرمایا ہے اور کافر کی قبر کو گڑھا تو پھر اولیاء کے مزاروں کو روضہ کہنے سے معترض کو بگڑنا نہیں چاہیے کیونکہ وہ حدیثِ رسول ﷺ کا منکر ہو رہا ہے۔

دراصل وہ روضہ کی تخصیص کر کے اولیاء کرام جیسی ہستیوں کے انجام میں شک کر رہا ہے کہ کیا پتا وہ مزار جو تم نے بنائے ہیں روضہ ہیں یا گڑھا۔لہٰذا ہماری اصلاح سے پہلے اسے اپنی اصلاح درکار ہے۔

سرکار ﷺ کی قبر انور ہی کو روضہ مان لینا ایک اور حدیث پاک کا انکار ہے۔لہٰذا اس معترض کو توبہ کی ضرورت ہے۔فرمانِ سرکار ﷺ ہے کہ

مابين بيتي و منبري روضة من رياض الجنة

میرے حجرے سے میرے منبر تک جتنا حصہ ہے وہ ریاض جنت میں سے ایک روضہ ہے۔

لہٰذا معترض کا اعتراض ہی غلط ہے۔ وہ خود احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے۔
رہی بات اس پہلو کی کہ ہمیں کیا معلوم سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ باقیوں کا انجام کیا ہوا۔ ایمان پر یا کفر پر۔ تو اس حصے کے متعلق فقط اتنا ہی کہنا مناسب ہوگا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

انتم الشهداء فی الارض الخ

اے زندہ لوگو! تم زمین پر گواہ ہو۔

اس کے علاوہ ارشاد گرامی ہے کہ اگر میت کی تم تعریف اور خصائل بیان کرتے ہو تو اس پر جنت واجب ہے اور اگر رذائل بیان کرتے ہو تو تمہاری گواہی کی وجہ سے وہ عذاب میں مبتلا ہوگا۔ **روایت بالمعنی او کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم**

قاعدہ اور قانون یہ ہے کہ صاحب قبر کے بارے میں جمہور کی رائے درست ہو تو ان کی رائے کے موافق اسے جنتی مانا جاتا ہے۔ اور اس کی قبر کو جنت کا باغ کہا جاتا ہے۔ لہٰذا مزارات کو روضہ کہنے میں کسی قسم کی توہین نہیں بلکہ فقط خاص کرنے میں توہین کے بہت سے پہلو سامنے آسکتے ہیں۔ اور اولیاء کے مزارات کو سلاطین کے مزاروں سے تشبیہ دینا یہ پرلے درجے کی حماقت اور جہالت ہے۔ (و اللہ تعالیٰ اعلم و رسولہ اعلم)

سوال 42:۔ دفن کرنے کے بعد جو آذان دی جاتی ہے کیا یہ طریقہ درست ہے؟ واضح فرمائیں۔

جواب:۔ آج المیہ یہ ہے کہ ہر درست کام کو بدعت کا نام دیکر اچھائی کے راستوں میں روڑے اٹکائے جا رہے ہیں۔ آذان اس لیے دی جاتی ہے کہ اس میں ایک گواہی ہے جو قبر میں دفن مردہ کو یاد آ جائے۔ یہ آذان دینا بھی ایک قسم کی تلقین ہے۔ سوائے معتزلہ کے اس کا

کوئی بھی انکار نہیں کرتا۔سرکار ﷺ کا ارشادِ گرامی بھی ہے کہ

لقنوا موتاکم۔ترجمہ:۔اپنے مردے کو تلقین کیا کرو۔

اور تلقین کا فائدہ یہ ہے کہ سوال و جواب میں آسانی رہتی ہے اور سرکار ﷺ کا فرمان بھی تو ہے لہٰذا اسمیں ہزار ہا حکمتیں موجود ہیں۔آذان بطور تلقین اور حصولِ برکت کیلئے دی جاتی ہے۔ہم اسے کوئی فرض و واجب سمجھ کر نہیں دیتے۔یہ ایک مستحسن عمل ہے۔لہٰذا اسے رائج العمل ہی رہنا چاہیے۔ایک اور بات یہ بھی ہے کہ آذان سن کر شیطان بھاگ جاتا ہے۔لہٰذا اگر قبر پر آذان دی گئی تو ہوسکتا ہے میت کو شیطان ورغلا نہ پائے۔اور وہ میت صحیح صحیح گواہی اس آذان کی برکت سے دینے میں کامیاب ہوجائے۔(**واللہ تعالیٰ اعلمو رسولہ اعلم**)

اعتراض:۔آذان خاص جگہوں اور خاص قیود کے ساتھ مشروع ہے۔مثلاً ہر نماز کے لیے آذان دینا، بچے کے کان میں آذان دینا وغیرہ۔اگر ان جگہوں کے علاوہ آذان کہی جائے گی تو غیر مشروع ہے مثلاً عیدین کی نماز کے لیے آذان دینا غیر مشروع ہے۔اور اس کا کوئی ثبوت نہیں۔اسی طرح قبر پر آذان کہنا غیر مشروع ہے۔اگر یہ روایت پیش کی جائے کہ شیطان آذان سے بھاگتا ہے ہم تب قبر پر آذان دیتے ہیں تو یہ قیاس مع الفارق ہے۔یہ حکمت تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کو بدرجہ اولیٰ سمجھ آنا چاہیے تھی کہ قبر پر آذان دینا درست ہے۔لیکن ایسا نہیں ہوا۔یہ بعض جاہلوں کا رائج کردہ طریقہ ہے۔کہ قبر پر آذان دیتے ہیں؟

(معترض یوسف لدھیانوی)

جواب:۔معترض نے انتہائی اہم پوائنٹ اُٹھایا ہے لیکن حقیقت اہلِ حق پر ہی واضح ہوتی ہے

نہ کہ کسی متعصب معترض پر۔ کیا ہر وہ کام جس کی مشروعیت کا ثبوت نہیں وہ ناجائز وحرام ہے؟ آذان قبر پر دینے کے حوالے سے ہمارا دعویٰ صرف اتنا ہے کہ یہ عمل بہت بہتر ہے اور یہ تلقین کی ایک قسم ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تلقین کا انکار معتزلہ کے سوا کوئی نہیں کرتا۔ ملاحظہ ہو شرح عقائد نسفی وغیرہ۔ جناب آپ معتزلہ کے ساتھ جانا پسند کرتے ہیں تو ست بسم اللہ۔ رہی بات اس امر کی کہ کیا ہر وہ کام جس کی مشروعیت کی سند نہ ملے وہ جائز کب ہوگا تو وہ اس صورت میں جائز ہے کہ وہ شریعت کی حدود کی پاسداری کر رہا ہو۔ وگرنہ وہ حرام وناجائز ہو جائے گا۔ جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ آذان کہنے سے شیطان دور بھاگتا ہے۔ **او کما قال النبی** ﷺ۔ یہ درست اور ثابت ہے لیکن یہ کہنا کہ قبر میں شیطان کا کیا کام یہ بھی غلط اور باطل ہے۔ اور یہ کہنا کہ اگر اس حکمت کے تحت ہے تو یہ حکمت ان عظیم ہستیوں کو کیوں سمجھ نہ آئی۔ جواباً عرض ہے کہ کیا ان ہستیوں سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ قبر پر آذان کہنا حرام ہے۔ یہ ہرگز نہ مل سکے گا۔ وگرنہ ثبوت پیش کیا جائے۔ مسجد میں محراب کیا سرکار ﷺ کے دور میں تھا یا صحابہ کے دور سے ثبوت ملتا ہے ہرگز نہیں تو پھر تم نے مسجدوں میں محراب کیوں بنایا۔ کیا اس کے بنانے کی حکمت انہیں سمجھ نہیں آئی تھی۔ ہمارا قیاس مع الفارق نہیں آپ کا قیاس مع الفارق ہے۔ قرآن کا ایک نسخہ رائج کروانا، سرکار ﷺ کے دور میں یہ کام نہ کیا گیا بلکہ حضرت عثمان ذوالنورین کے دور میں کیا گیا۔ کیا ان سے پہلے کسی اور کو اس فعل کی حکمت نہیں سمجھ آئی؟ عقل سے کام لیجیے۔ لگتا ہے آپ اس مسئلہ پر ضد کرنے کی بجائے توہین رسالت اور توہینِ اصحابِ رسول ﷺ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اختصار کی وجہ سے صرف اس پر اکتفاء کیا جا رہا ہے۔ ان شاء اللہ کسی اور موقعے پر قبر پر آذان کے مسئلہ کی حقیقت شرح وبست کو ساتھ بیان کی جائے گی۔

(و ما توفیقی الا باللہ الواحد القہار)

سوال 43:۔ بعض لوگ اپنے عزیز و اقارب کی قبروں کو بوسہ بھی دیتے ہیں؟ اس کی شرعی حیثیت واضح فرمادیں۔

جواب:۔ اسمیں بھی لوگ حد سے گزر جاتے ہیں۔ بعض فقط بوسہ دینے والوں کو شرک کہہ دیتے ہیں۔ اور بعض نے حرام تک کہہ دیا ہے۔ اس معاملہ میں تمام باتوں کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے۔ اہلسنت والجماعت بریلوی مکتبہ فکر کے جید علماء نے اس میں احتیاط یہی بتائی ہے کہ بوسہ نہ دیا جائے یہی درست ہے۔ اور جو بوسہ دیتے ہیں انہیں مشرک و حرام کار کہنا بھی غلط ہے۔ اگر بوسہ دینا یا رخسار لگانا حرام ہو جائے تو ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی حیاتِ طیبہ پر کیا حکم لگاؤ گے جو سرکار علیہ السلام کے دربارِ گوہر بار پر مسلسل حاضریاں دیتے رہے ہیں۔ مروان کا دورِ حکومت تھا۔ ایک شخص سرکار علیہ السلام کی قبرِ مبارک پر رخسار لگا کر حاضر تھا۔ مروان نے کندھے سے پکڑ کر اُٹھایا اور کہا کیا تو جانتا ہے کہ کیا کر رہا ہے۔ جب اس آدمی نے چہرہ اُٹھایا تو وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے فرمایا میں اپنے آقا علیہ السلام کے پاس آیا ہوں۔ **ولم ات الحجر** کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔ لہٰذا ان روایات کو بھی ملحوظِ نظر رکھنا چاہیے۔ ادب کا تقاضا بھی یہی ہے کہ صاحبِ مزار سے اسکی زندگی میں جتنا دور رہے اسکی قبر پر اتنا ہی دور رہا جائے۔ ادب اسی میں ہے اور نفسِ مسئلہ بھی یہی ہے۔ **(واللہ تعالیٰ اعلم رسولہ اعلم)**

سوال 44:۔ یہ ایک معمول بنتا جا رہا ہے کہ شبِ قدر ہو یا شبِ برات، چاند رات ہو یا کوئی اور بابرکت دن اسمیں عوام قبرستان جاتی ہے اور وہاں جا کر اگربتی، دیے جلاتی ہے۔ اس بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

جواب:۔قبرستان میں جائیں جم جم جائیں اور جانا سنتِ سرکار علیہ السلام بھی ہے۔لہٰذا سنت سمجھ کر ذوق وشوق سے جانا چاہیے۔ایک اور بات یہ ہے کہ سرکار علیہ السلام نے قبرستان میں آگ لیکر جانے سے منع فرمایا ہے۔لہٰذا اگربتی،موم بتی،وغیرہ قبرستان میں لیکر جانا ناجائز ہے۔اور تعلیمات اہلسنت والجماعت بریلوی مکتبہ فکر کے بھی خلاف ہے۔ان چیزوں کی جگہ پھول کی پتیاں لیکر جانی چاہیے جب تک تر رہیں گی رب کی تسبیح وتحلیل تو کرتی رہیں گی۔اور عذاب میں تخفیف بھی ہوگی۔لہٰذا بہتر راستے کو اختیار کرنا چاہیے۔کیا موم بتی لگانے کا ثواب میت کو ہوگا کیا آگ لیکر جانے سے ثواب ہوگا؟نہیں ہوگا۔اور کیا پھول کی پتیاں لیکر جانے سے ثواب ہوگا؟جی ضرور ہوگا۔اسلئے کہ سبزہ وغیرہ جب تک تر رہتا ہے تسبیح وتحلیل کرتا ہے۔اور اللہ ان کی برکت سے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے۔لہٰذا اب آپکے انتخاب کی بات ہے کہ کس کو اختیار کرتے ہیں۔(واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم)

سوال 45:۔قبر پر گھاس اُگ آتا ہے کیا اس کو ختم کرنا چاہیے؟

جواب:۔قبر پر اُگے گھاس کو اکھاڑنا نہیں چاہیے کیونکہ جب تک سبز ہے تو تسبیح وتحلیل کرتا رہے گا۔لہٰذا نہ ہی اکھاڑنا مناسب ہے۔

سوال 46:۔کیا جنازہ لیکر جاتے وقت جنازہ کو روک کر دعا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ہمارے بعض علاقوں میں اس طرح کا رواج ہے۔بیان فرمائیں حقیقت کیا ہے۔

جواب:۔چلتے جنازے کو بلاوجہ روک کر دعا کرنا ناجائز اور مکروہ عمل ہے۔اس کی تفصیل سوال نمبر 28 کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں حقیقت واضح ہوجائے گی۔

(واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم)

تمہ

اللہ رب العزت کا بے حد و بے شمار شکر ہے جس کی توفیق سے آج اس ذمہ داری سے بھی عہدہ برآ ہو چکا ہوں۔ میں پیر طریقت، شہزادہ اہل سنت ابو رافع پیر سید عرفان امیر شاہ صاحب بخاری **زید مجدہ** کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جن کی کاوش و محنت کو دیکھ کر ہمیں بھی دین کے کام کرنے کا ذوق ملتا ہے۔ پیر صاحب نے تصانیف کے حوالے سے جو دین کے کام کی تحریک چلائی ہے اللہ رب العزت اپنے محبوب دانائے کل غیوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اللہ رب العزت پیر صاحب کو عمر خضر، لحن داؤدی، سوز صدیق، قوت فاروقی، سخاوت عثمانی اور دل مرتضیٰ عطا فرمائے۔ ان کی جملہ پریشانیوں اور مشکلات کو آسان فرمائے۔ اور ان کو قبلہ شاہ جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نقش قدم پر ثابت قدمی نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

بحیثیت انسان اس تصنیف میں اگر کوئی مسئلہ بیان کرنے میں طریقہ اسلاف سے ہٹا ہوں تو بدلائل رجوع کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتا۔ اس تصنیف میں جتنی غلطیاں ہوئی ہوں اللہ رب العزت سے ان سب کی معافی مانگتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ جب تک جسم میں خون کا آخری قطرہ بھی باقی ہے یوں ہی اللہ رب العزت مجھ جیسے حقیر سے دین متین کا کام لیتا رہے۔ اپنے لیے علم و عمل، حوصلہ و سنجیدگی، اور پابندئ شریعت کی دعا مانگتا ہوں۔ میری یہ تمام التجائیں اور جدوجہد جملہ اہل بیت اطہار اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

خادم آستانہ

صاحبزادہ سید نجم مصطفیٰ فاضل بھیرہ شریف